لگے تو فطری قانون کے مطابق حاکم سے محکوم بن گئے اور جدوجہد کرنے والے محکوم سے حاکم بن گئے۔آج وہی ممالک ترقی یافتہ ہیں جہاں تعلیم وآگاہی پر بہت محنت کی جارہی ہے۔چین' جاپان' امریکہ' برطانیہ اور فرانس وغیرہ میں مروجہ تعلیم پر بہت توجہ دی جاتی ہے،اس لئے یہ ممالک زیادہ ترقی یافتہ اور دولت مند ہیں۔ہاں عقیدہ توحید وآخرت سے جہالت کے باعث تہذیبی اوراخلاقی انحطاط بھی پہلو بہ پہلو پایا جاتا ہے۔ اگر ہم دین کی پابندی کرتے ہوئے علم وفن میں ترقی کرلیں تو کیا کہنا!

ملکی ترقی اور معیشت میں بہتری کا راز:

جدید ترین سائنسی ایجادات کی مدد سے اعلیٰ قسم کے کارخانے قائم کیے جائیں۔اس ٹیکنالوجی کی بدولت کم خرچ' کم وقت اور کم محنت میں زیادہ اور عمدہ پیداوار حاصل ہوگی۔جس سے درج ذیل فوائد حاصل ہوں گے:

{1} ملکی وغیر ملکی صارفین کو بہترین سہولت فراہم ہوگی۔ {2} ملکی معیشت مستحکم ہوگی۔ {3} پیداوار میں حوصلہ افزا اضافہ ہوگا۔ {4} افراط زر پر کنٹرول حاصل ہوگا۔ {5} ترقی کے بہ سے بہتر طریقے پیدا ہوں گے۔ {6} ملازمتیں میسر ہوں گی، روزگار عام ہوگا اور بیروزگاری کا خاتمہ ہو جائے گا۔

تعلیم یافتہ فرد ملک کی ترقی میں کیا کردار ادا کرسکتا ہے؟

تعلیم سے آراستہ فرد اپنی اعلی صلاحیتوں سے وطن اور قوم کو خوب فائدہ پہنچا سکتا ہے۔مثلاً بلتستان میں آلو صدیوں سے کاشت ہو رہا تھا مگر تقلیدی وروایتی طریقے سے اور صرف گھریلو استعمال کی خاطر۔ تجارتی پہلو کا تصور ہی نہ تھا۔سن 80 کی دہائیوں میں ڈاکٹر عبدالغفور بھٹی نے نئے زرعی اصول' عمدہ بیج اور جدید طریقے متعارف کرائے تو انہی کھیتوں سے آج کسان حضرات ملکی منڈیوں میں عمدہ بلتستانی آلو پہنچا کر بکثرت آمدنی حاصل کرنے لگے ہیں۔

یہ سب اللہ تعالی کی توفیق کے بعد علم وفن اور سائنسی تجربات کا مرہون منت ہے۔آپ ماضی کی طرف جتنا لوٹتے جائیں گے اتنا ہی ملک کو غربت کا شکار پائیں گے اور جتنا آگے کی طرف دیکھیں گے ترقی ملے گی۔ان شاء اللہ

اس فرق کی بنیادی جڑ یہی تعلیم ہے۔لہٰذا آئیں ہم سب مل کر علم حاصل کریں' محنت کریں' اپنے تعلیمی اداروں' اوراساتذہ کرام کے ساتھ عقیدت اور احترام سے پیش آئیں۔ہمارے پیارے وطن کی ترقی میں حصہ لیں تاکہ ہم بھی مستقبل میں اس وطن عزیز کی معاشی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرسکیں۔

کامیابی قدم چومتی ہے   جو زمانے میں ہمت نہ ہارے

مؤمن کی معراج

میمونہ غلام محمد

اگر ہم اپنے ایمان اور اسلام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو جو طریقہ اللہ تعالی نے اپنی رحمت کاملہ سے ہمارے دین کی حفاظت کے لیے بتایا ہے اور جو ہمارے لیے vigorous اور مستحکم قلعہ ہے اس کو عمل میں لائیں اور وہ ہے ''نماز''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو چھوڑا اس نے اپنا دین ویران کیا''۔ ایک مؤمن کو روحانی عروج بھی نماز ہی سے ملتا ہے۔ نماز ایک ایسی چیز ہے جس میں اللہ تعالی نے ایسی قوت رکھی ہے کہ جس سے ایمانی تقاضے پیدا ہوتے ہیں اور شرف انسانیت Eminence of humanity کا تصور اجاگر ہوتا ہے۔ ہمارے آقائے نامدار سردار دو عالم نبی اکرم ﷺ کو معراج میں جس درجہ قرب الٰہی کی حالت میں یہ فریضہ عطا ہوا، اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ عالم کائنات کے تمام تخیلات وتصورات اس کے ادراک سے قاصر ہیں۔ اسی لئے اس فریضے کی قدر ومنزلت باقی تمام اعمال صالحہ سے زیادہ ہے۔

نماز کی قدر ومنزلت

نماز کی قدر ومنزلت کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟! اس کا انتہائی شرف ہے یہ کہ نماز Ladder of orthodoxs ''معراج المؤمنین'' ہے۔

کلام اللہ میں جس کثرت سے نماز کا ذکر، اس کی اہمیت، تاکید اور اس کے برکات وثمرات مذکور ہیں کسی دوسری فرض وواجب عبادت کی اتنی اہمیت وتاکید نہیں آئی ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ھدی للمتقین ۞ الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۞﴾ ''(یہ قرآن) ہدایت ہے ان پرہیزگاروں کے لیے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' [البقرۃ]

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالی نے پرہیزگار مؤمنوں کی علامات میں سے سب سے اول نماز کا ذکر فرمایا ہے۔ اس طرح بہت سی آیات پاک نماز کی تاکید اور ایمان کی تائید وترغیب میں اور ترک نماز پر ترہیب ووعید میں وارد ہوئی ہیں اور اس عظیم الشان فریضے کی جس قدر عظمت وبرکت اور ادائیگی کی تاکید وترغیب اور کوتاہی پر وعید حضرت امام الانبیاء

علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی مبارک زبان اور عمل سے فرمائی اتنی کسی اور فرض کی نہیں فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے بار بار مسلمانوں کو اس طرف متوجہ فرمایا ہے اور بڑی تاکید کے ساتھ اس کو وقت مقررہ پر ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب تک انسان کے ہوش وحواس قائم رہیں کسی حالت میں بھی نماز کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ ہر حال میں نماز کا ادا کرنا فرض ہے حتی کہ اگر جہاد ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک خاص طریقے سے باجماعت نماز ادا کرو۔ ارشاد ربانی ہے:﴿واذا کنت فیھم فأقمت لھم الصلوۃ فلتقم طائفۃ منھم معک ولیأخذوا اسلحتھم فاذا سجدوا فلیکونوا من وراءکم ولتأت طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیأخذوا حذرھم واسلحتھم﴾ (النساء:۱۰۲) ''اور اے نبی ﷺ! جب آپ حالت جنگ میں مجاہدین کے درمیان ہوں اور آپ انہیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوں تو مجاہدین کی ایک جماعت آپ کے ساتھ اپنے اسلحے لے کر نماز کے لیے کھڑی ہو۔ جب وہ پہلی جماعت سجدہ کر لے تو پیچھے چلی جائے اور دوسری جماعت جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آ کر آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور پہلی جماعت اپنے حفاظتی اقدامات کرے اور اسلحے سنبھال لے۔''

شاعر مشرق نے کیا خوب کہا:

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز — قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز — نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں:''سألت النبی ﷺ ای العمل أحب الی اللہ؟ قال الصلوٰۃ علی وقتھا. قلت ثم ای؟ قال بر الوالدین. قلت ثم ای؟ قال الجھاد فی سبیل اللہ'' (صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلوٰۃ لوقتھا حدیث۵۲۷ ۲/ ۱۲، صحیح مسلم کتاب الایمان حدیث ۱۳۷ '۲/۷۳) ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ دینی اعمال میں سے کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا۔'' پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟'' آپ نے فرمایا ماں باپ کی خدمت کرنا'' پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا''راہ الٰہی میں جہاد کرنا۔''

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے والدین کی خدمت اور جہاد سے بھی افضل اور محبوب عمل نماز کو بتلایا ہے۔

ام المؤمنین ام سلمہ کا بیان ہے:کان من آخر وصیۃ رسول اللہ ﷺ''الصلاۃ وماملکت

ایمانکم" حتی جعل نبی اللہ ﷺ یلجلجھا فی صدرہ ومایفیض بھا لسانہ" (مسند احمد ٦/ ٢٩٠، السنن الکبری للنسائی ٤/ ٢٥٨، مسند ابن ابی یعلی ١٢/ ٣٦٥ وصححہ الالبانی: ارواء ٧/ ٣٢٨، واصلہ عند ابی داود وابن ماجہ) "رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی: "نماز نماز اور تمہارے ملکیتی غلام لونڈی" (ان کا خوب خیال رکھنا) یہ بات آخر وقت تک دہراتے رہے، حتی کہ (شدت اہتمام سے) آپ ﷺ کے سینے میں یہ الفاظ کھٹکتے تھے، لیکن (شدت مرض سے) آپ ﷺ کی زبان سے واضح ادا نہیں ہو رہا تھا۔"

حق یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی قدر وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ جل شانہ نے حضوری قلب کا مزہ چکھا دیا ہو۔ اسی دولت کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کو فرمائی۔ اور اسی لذت کی وجہ سے نبی اقدس ﷺ رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گزار دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی: "اتقوا اللہ ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شھرکم وادوا زکاۃ اموالکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم) (ترمذی باب ٣١٦ عن ابی امامۃ ٢/ ٥١٦ وقال حسن صحیح) "لوگو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے، پانچوں نمازیں ادا کرتے رہو، مقررہ مہینے کا روزہ رکھو، اپنے مالوں کی زکاۃ ادا کرو، اپنے ولی الأمر کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہوں گے۔"

نماز کی اہمیت، فضیلت اور عظمت:

ہر نبی کی تعلیم میں اور ہر آسمانی شریعت میں ایمان کے بعد پہلا حکم نماز ہی کا رہا ہے اور اسی لیے اللہ کی نازل کردہ آخری شریعت میں نماز کے شرائط وارکان اور سنن وآداب اور مکروہات وغیرہ کے مفصل بیان کا اتنا اہتمام کیا گیا ہے اور اس کو اتنی اہمیت دی گئی ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسری طاعت وعبادت کو نہیں دی گئی۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ "بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لاالہ الا اللہ وان محمداعبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان" (متفق علیہ) حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے: سب سے اول گواہی دینا یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اس کے بعد نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ یہ پانچوں چیزیں دین اسلام کے اصول اور اہم ارکان ہیں۔

ایمان کے بعد سب سے مقدم عمل نماز ہے۔حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے جبکہ پتے درختوں سے گر رہے تھے۔آپ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لے کر ہلائی،اس کے پتے گرنے لگے تو آپ نے فرمایا:(ان العبد المسلم لیصلی الصلوٰۃ یرید بھا وجه الله فتهافت عنه ذنوبه كما يتهافت هذا الورق عن هذه الشجرة) ''بے شک مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔''(رواہ احمد و حسنه الالبانی ۔صحیح الترغیب ١/٢٢٤)

ترک نماز کافرانہ عمل ہے

عن جابر قال قال رسول الله ﷺ ''بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ'' (رواہ مسلم' الایمان حدیث ١٣٤) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بندہ کے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فاصلہ ہے''۔

نماز دین اسلام کا ایسا شعار ہے اور حقیقت ایمان سے اس کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ نماز چھوڑ دینے کے بعد آدمی کفر کی سرحد میں پہنچ جاتا ہے۔جیسا کہ حدیث رسول ﷺ سے عیاں ہے:

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز نماز کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: من حافظ عليها كانت له نورا وبرهانا ونجاة من النار يوم القيامة ومن لم يحافظ عليها لم تكن له نورا ولا نجاة ولا برهانا. وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبي بن خلف (الدارمی،الرقاق باب١٣ ٢/٣٩٠،احمد٢/١٢٩،الطبرانی فی الکبیروالاوسط وصححه الالبانی فی المشکوٰۃ) ''جو اس کی پابندی کرے اسے روز قیامت نور' ٹھوس دلیل اور آگ سے نجات ملے گی اور جو اس کی پابندی نہیں کرے گا اس کے لیے کوئی نور،نجات یا پکی دلیل نہیں ہوگی اور وہ روز قیامت قارون' فرعون' ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

اکثر لوگوں کے دلوں میں نماز کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔اس قسم کے بعض نادان کہتے ہیں: ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور دنیا بھر کے خرافات میں بھی مبتلا ہیں......نماز بھی پڑھتے ہیں تفریحاً ٹیلی ویژن بھی دیکھتے ہیں،فضولیات اور لغویات بھی کرتے جاتے ہیں،جھوٹ بھی بولتے ہیں،غیبت بھی کرتے ہیں،وعدہ شکنی بھی کرتے ہیں ......تو پھر ایسی نماز سے کیا فائدہ؟!

ارشادنبوی ہے:''خمس صلوات افترضهن الله تعالى من أحسن وضوء هن وصلاهن بوقتهن وأتم ركوعهن وسجودهن وخشوعهن كان له على الله عهد أن يغفر له ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه''(رواه احمد وابوداؤد عن عبادة بن الصامت، صحيح الترغيب ۱/ ۲۱۹) ''پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان کے لیے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع وسجود بھی جیسے کرنے چاہئیں ویسے ہی کیے اور خشوع کی صفت کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہیں کیا (اور ان آداب میں کوتاہی کی) تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، چاہے گا تو اس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا۔''

جو صاحب ایمان بندہ اہتمام اور فکر کے ساتھ نماز اچھی طرح ادا کرے گا تو اولاً وہ خود ہی گناہوں سے پرہیز کرنے والا ہوگا اور اگر شیطان یا نفس کے فریب سے کبھی اس سے گناہ سرزد ہوں گے تو نماز کی برکت سے اس کو توبہ واستغفار کی توفیق ملتی رہے گی اور ان سب کے لیے کفارہ سیئات بھی بنتی رہے گی اور پھر نماز بجائے خود گناہوں کے میل کچیل کو صاف کرنے والی اور بندہ کو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت وعنایت کا مستحق بنانے والی وہ عبادت ہے جو فرشتوں کے لیے بھی باعث رشک ہے۔اس لیے جو بندے نماز کے شرائط وآداب کا پورا اہتمام کرتے ہوئے خشوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کے عادی ہوں گے ان کی مغفرت بالکل یقینی ہے اور جو لوگ دعوائے اسلام کے باوجود نماز کے بارے میں کوتاہی کریں گے ان کے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ جو فیصلہ چاہے گا کرے گا ،لہٰذا وہ سخت خطرہ میں ہیں اور ان کی مغفرت اور بخشش کی کوئی گارنٹی نہیں۔

یادرکھنا چاہیے کہ نماز کا ترک کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ اللہ جل شانہ کی حکم عدولی ہے، دنیا میں بھی اس کا وبال بھگتنا پڑتا ہے اور آخرت میں بھی اس کی سنگین سزا ہے۔ارشاد ربانی ہے:﴿واقيموا الصلوة ولا تكونوا من المشركين ۞﴾(الروم:۳۱) ''اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔''

صحابہ کرام دین کے دوسرے ارکان مثلاً روزہ، حج، زکاۃ، جہاد اور اسی طرح اخلاق ومعاملات وغیرہ میں کوتاہی کرنے کو تو گناہ اور بڑی معصیت سمجھتے تھے۔لیکن نماز چونکہ ایمان کی نشانی اور اس کا عملی ثبوت ہے اور ملت اسلامیہ کا خاص الخاص شعار ہے، اس لیے نماز کے ترک کو دین اسلام سے بےتعلقی اور ملت اسلامیہ سے خروج کی علامت سمجھتے تھے۔عن عبدالله بن شقيق العقيليؒ (ت۱۰۸ھ) قال:كان أصحاب رسول الله ﷺ لايرون شيئا من